ایمانیات، عبادات، سیرت، اذکار، دعاؤں، سنتوں اور آداب پر مشتمل مدنی گلدستہ

اِسلامیات

چھٹی جماعت کے لیے

Dar-ul-Madinah

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	باب اوّل: حفظ وناظرہ	
۱	سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ	۲
۲	سُوْرَۃُ التِّیْن	۳
۳	سُوْرَۃُ الْقَدْر	۴
۴	سُوْرَۃُ اللَّھَبِ (حفظ وترجمہ)	۵
۵	قرآنی دُعائیں	۶
	باب دوم: ایمانیات	
۶	اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان	۹
۷	قیامت کی نشانیاں	۱۲
	باب سوم: طہارت وعبادات	
۸	اذان واقامت	۱۹
۹	نماز کی فضیلت واہمیت	۲۴
۱۰	نمازِ جمعہ	۲۹
	باب چہارم: سیرتِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ	
۱۱	صلحِ حُدیبیہ	۳۴
۱۲	دعوتِ اسلام کے خطوط	۳۹
۱۳	غزوۂ خیبر	۴۳
۱۴	فتحِ مکہ	۴۸
	باب پنجم: اخلاق وآداب	
۱۵	سخاوت اور ایثار	۵۶
۱۶	میانہ روی	۶۱
۱۷	حُقوقُ العباد	۶۵
۱۸	اُخوّت ومساوات	۷۰
۱۹	عفوودرگزر	۷۴
۲۰	مہمان نوازی کی سُنّتیں وآداب	۷۸
	باب ششم: مشاہیر اسلام	
۲۱	حضرت سیّدتنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا	۸۳
۲۲	حضرت سیّدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ	۸۷
۲۳	حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ	۹۲

باب اوّل

حفظ وناظرہ

Dar-ul-Madinah

سُوْرَةُ الْقَدْر

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو سورۂ قدر زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ

فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

مدنی پھول

جو شخص اس سورۂ مبارکہ کو صبح و شام تین تین بار پڑھے گا، اللہ عزوجل اس کی عزت بڑھا دے گا۔ [3]

سرگرمی

سورۂ قدر زبانی یاد کیجیے اور وقتاً فوقتاً نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

رہنمائے اساتذہ

• طلبہ / طالبات کو سورۂ قدر درست تلفظ کے ساتھ زبانی یاد کروائیے اور وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

سُوْرَةُ اللَّهَب

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو ترجمے کے ساتھ سورۂ لہب ساتھ زبانی یاد کروانا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ﴿۳﴾

اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔ اب وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔

وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل کے گلے میں کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی ہوتی جس سے وہ کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی۔ ایک دن یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کے پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا، وہ گرا اور اُمِّ جمیل کو رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔ [4]

رہنمائے اساتذہ

• طلبہ / طالبات کو سورۂ لہب مع ترجمہ زبانی یاد کروائیے نیز وقتاً فوقتاً سنتے رہیے۔

قُرآنی دُعائیں

تدریسی مقصد: • طلبہ / طالبات کو ترجمے کے ساتھ چند قرآنی دُعائیں زبانی یاد کروانا۔

ثابت قدمی کے حصول کی دعا

۱ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۵۰﴾

اے ہمارے رب! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ (پارہ2، سورۂ بقرہ، آیت 250)

گناہوں کی مغفرت کی دعا

۲ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا  وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ضرور ہم نقصان والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (پارہ8، سورۂ اعراف، آیت 23)

فوت شدہ مسلمانوں کی مغفرت کی دعا

۳ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔ (پارہ28، سورۂ حشر، آیت 10)

مدنی پھول

- پہلی دُعا مشکل وقت میں اللہ عزوجل سے صبر واستقامت مانگنے کے لیے پڑھی جائے۔
- دوسری دُعا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے وقت پڑھی جائے۔
- تیسری دُعا ایصالِ ثواب کے وقت اور نماز وغیرہ کے بعد اپنی اور اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی بخشش و مغفرت کے لیے پڑھی جائے۔

سرگرمی

مذکورہ بالا قرآنی دُعائیں اور اُن کا ترجمہ یاد کر کے سنائیے۔

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو مندرجہ بالا قرآنی دُعائیں ترجمہ کے ساتھ زبانی یاد کروایئے نیز وقتاً فوقتاً پڑھتے رہنے کا ذہن دیجیے۔
۲. پہلی دُعا کا تفصیلی پس منظر جاننے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب عجائب القرآن کے صفحہ نمبر 52 اور 59 تا 65 کے مطالعہ کا ذہن دیجیے۔

باب دوم

ایمانیات

اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان

تدریسی مقاصد:

- طلبہ / طالبات کے سامنے عقیدۂ توحید کی اہمیت اور اس کے تقاضے بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو توحید و شرک کا معنی و مفہوم اور ان کے درمیان فرق سمجھانا۔
- طلبہ / طالبات کو شرک کی اقسام سے آگاہی فراہم کرنا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم ایک بار کہیں تشریف لے جارہے تھے، حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کے پیچھے سوار تھے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "اے معاذ!انھوں نے عرض کی: لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَسَعْدَیْكَ "(حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے تین باریوں ہی مخاطب فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تینوں بار ایسے ہی جواب عرض کیا) تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "جو کوئی سچّے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عزّوجلّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اللہ عزّوجلّ کے رسول ہیں تو اللہ عزّوجلّ اُس پر جہنّم کی آگ حرام فرمادے گا"۔(بخاری) [5]

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے پہلا رکن توحید و رسالت پر ایمان لانا ہے۔ آیئے!سب سے پہلے توحید کا مفہوم سمجھتے ہیں۔

عقیدۂ توحید

اللہ عزّوجلّ کو اس کی ذات وصفات اور احکام و افعال میں شریک سے پاک ماننا توحید ہے۔[6] عقیدۂ توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ تمام اسلامی عقائد کی بنیاد اسی عقیدے پر ہے۔ اسے مانے بغیر کوئی انسان دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عقیدۂ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف اللہ عزّوجلّ کی عبادت کی جائے۔ اُس کی ذات وصفات اور افعال واحکام میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ ہر چیز کا خالق ومالک اور حقیقی مدد گار اُسی کو مانا جائے۔ ہر کام اُسی کی رضا کے لیے کیا جائے اور اسی سے اجر وثواب کی امید رکھی جائے۔ دل میں اُسی کا خوف رکھا جائے اور کوئی غلطی سرزد ہونے کی صورت میں اسی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کیا جائے۔ عقیدۂ توحید کے بارے

میں قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بڑی رحمت والا، مہربان ہے۔ (پارہ2، سورۂ بقرہ، آیت 163)

تمام کائنات کا خالق و مالک اللہ عزوجل ہے، وہ واحد و یکتا ہے اور وہی اکیلا سارے جہانوں کا نظام چلا رہا ہے۔ اگر دُنیا میں اللہ عزوجل کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو ضرور زمین و آسمان کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ قرآن مجید فُرقان حمید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔ (پارہ17، سورۃ الانبیاء، آیت 22)

شرک

عقیدۂ توحید کے ساتھ شرک کا معنی اور مفہوم سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ عزوجل کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا "شرک" ہے۔ (8) اس تعریف سے معلوم ہوا کہ شرک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی ذات میں شرک۔ (۲) اللہ عزوجل کی صفات میں شرک۔

ذات میں شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کو بھی معبود یا خدا ماننے جیسے ہندو اور دیگر بُت پرست قومیں مانتی ہیں۔

صفات میں شرک سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی صفات کی طرح کسی دوسرے کے لیے کوئی صفت مانی جائے مثلاً جس طرح اللہ عزوجل بغیر کسی کے دیے ذاتی طور پر خود سنتا، دیکھتا ہے اسی طرح کسی دوسرے کے لیے اللہ عزوجل کے دیے بغیر سننے، دیکھنے کی طاقت ماننا یہ صفات میں شرک ہے کیونکہ کائنات میں جس کو بھی دیکھنے، سننے یا کچھ کرنے کی طاقت ملی ہے وہ اللہ عزوجل کی عطا کردہ ہے۔ اس کی مرضی و عطا کے بغیر کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ مخلوق و خالق کی صفات میں یہی سب سے بڑا فرق ہے۔ (9) اللہ عزوجل کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنے والا مشرک ہوتا ہے۔

مدنی پھول

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: "کبیرہ گناہ نو ہیں اور ان میں سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے۔" (9)

جو شخص صبح و شام تین تین بار یہ دُعا پڑھ لے، اُس کا دین، ایمان، جان و مال اور بچے سب محفوظ رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَوُلْدِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ (10)

رہنمائے اساتذہ

- طلبہ / طالبات کو توحید و شرک کا معنی، مفہوم اچھی طرح یاد کروائیے۔

یادرکھنے کی باتیں

- اللہ عزوجل کو اس کی ذات و صفات اور احکام و افعال میں شریک سے پاک ماننا توحید ہے۔
- عقیدۂ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف اللہ عزوجل کی عبادت کی جائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ ہر چیز کا خالق و مالک اور حقیقی مددگار اسی کو مانا جائے۔
- اللہ عزوجل کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا "شرک" ہے۔
- شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) اللہ عزوجل کی ذات میں شرک۔ (۲) اللہ عزوجل کی صفات میں شرک۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

خانۂ کعبہ، صفا و مروہ، مسجدیں، اذان، نماز وغیرہ شعائر اللہ (اللہ عزوجل کی نشانیاں) ہیں۔ (11) اور ان کی تعظیم دلوں کے پرہیزگار ہونے کی علامت ہے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ عقیدۂ توحید کی اہمیت بیان کیجیے۔

ب۔ عقیدۂ توحید انسان سے کس بات کا تقاضا کرتا ہے؟

ج۔ شرک کی تعریف بیان کیجیے۔

د۔ اللہ عزوجل کی ذات و صفات میں شرک سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ تمام اسلامی عقائد کی بُنیاد ____________ پر ہے۔

ب۔ عقیدۂ توحید ____________ کا بنیادی رُکن ہے۔

ج۔ عقیدۂ توحید تسلیم کیے بغیر کوئی بھی انسان ____________ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

د۔ اللہ عزوجل کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا ____________ ہے۔

ہ۔ اللہ عزوجل کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنے والا ____________ ہوتا ہے۔

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے جن بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے، اُن میں سے چند کے نام لکھیے۔

ب۔ نجاشی نے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا خط مبارک پڑھ کر کیا ردِّ عمل ظاہر کیا؟

ج۔ روم کا بادشاہ "ھِرَقْل" ایمان لانے سے کیوں محروم رہا؟

د۔ خُسرو پرویز کس ملک کا بادشاہ تھا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

ہ۔ مصر کے بادشاہ نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے قاصد کے ساتھ کیا سُلوک کیا؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم تمام __________ کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ب۔ ابو سُفیان نے قیصرِ روم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی عادات و __________ اور خاندان سے متعلق تفصیلات بتائیں۔

ج۔ حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں __________ کی حکومت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

د۔ بعض بادشاہوں نے __________ قبول کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی خدمت میں جوابی خُطوط ارسال کیے۔

ہ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے شہزادے حضرت سیّدنا __________ حضرت سیّدتُنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے۔

فکرِ مدینہ

کیا آپ نے کبھی کسی دوست یا رشتہ دار کو نیک اعمال کی ترغیب دلانے کے لیے کوئی مکتوب بھیجا؟

غزوۂ خیبر

تدریسی مقصد: • طلبہ/طالبات کو غزوۂ خیبر کے حالات اور اس کے اسباب سے روشناس کروانا۔

قلعۂ خیبر کی یادگار تصویر

"خیبر" مدینۂ منورہ سے کچھ فاصلے پر ایک شہر ہے۔ عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکزی شہر تھا۔ یہاں کے یہودی سب سے زیادہ مال دار اور جنگ جو تھے۔ یہ لوگ اسلام اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بدترین دشمن تھے۔ جب بھی موقع ملتا یہ لوگ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔

غزوہ خیبر کا سبب

جنگِ خندق میں جن کفار نے مدینۂ منورہ پر حملہ کیا تھا ان میں خیبر کے یہودی بھی شامل تھے۔ یہ لوگ ایک بار پھر مدینے پر حملے کی تیاریاں کرنے لگے۔ یہودیوں نے اس مقصد کے لیے قبیلۂ غطفان کو بھی آمادہ کر لیا یہ قبیلہ بھی مسلمانوں کا دشمن تھا اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں یہودیوں کا مددگار تھا۔ اس طرح یہودیوں نے ایک بڑی طاقتور فوج تیار کر کے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

لشکرِ اسلام کی روانگی

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو اُن کی جنگی تیاریوں کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سولہ سو (1600) صحابۂ کرام

علیہم الرضوان کا لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیّدنا سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینۂ منوّرہ کی حفاظت پر مقرّر فرمایا۔ مسلمانوں کا یہ لشکر رات کے وقت خیبر کی حدود میں پہنچا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد جب مُسلمان شہر میں داخل ہوئے تو خیبر کے یہودی بوکھلا کر شور مچانے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ خیبر برباد ہوگیا۔ بلاشبہ ہم جب کسی (کافر) قوم کے میدان میں اُتر پڑتے ہیں تو اُن کی صبح بُری ہوجاتی ہے۔ (بخاری) [25] یہودیوں نے لشکرِ اسلام کو دیکھ کر اپنی عورتوں اور بچوں کو ایک محفوظ قلعے میں پہنچا دیا اور بہت سارا راشن بھی جمع کرلیا۔

یہودیوں سے جنگ

یہودیوں کے پاس تقریباً بیس ہزار (20000) فوج تھی جو مختلف قلعوں کی حفاظت پر مامور تھی۔ سب سے پہلے قلعۂ "ناعم" پر جنگ شروع ہوئی اور شدید لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں پچاس مسلمان زخمی ہوئے لیکن قلعہ فتح ہوگیا۔ حضرت سیّدنا اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چراتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کے لیے بکریوں سمیت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، "اگر میں مُسلمان ہوجاؤں تو مجھے کیا اجر ملے گا؟" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "تمھیں جنّت اور اُس کی نعمتیں ملیں گی۔" انھوں نے فوراً کلمہ پڑھا اور مُسلمان ہوگئے، پھر اُسی وقت ہتھیار پہن کر مجاہدینِ اسلام کی صف میں کھڑے ہوگئے اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اُن کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے عمل تو بہت ہی کم کیا اور اجر بہت زیادہ پالیا۔

فتحِ خیبر

قلعہ ناعم کے بعد دیگر کئی قلعے بھی فتح ہوگئے مگر قلعۂ قموص بہت ہی مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ یہاں یہودیوں کی فوجیں بھی بہت زیادہ تھیں اور یہودیوں کا سب سے بڑا بہادر "مرحب" اسی قلعے کی حفاظت کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پہلے دن حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں اسلامی لشکر کو اس قلعے پر چڑھائی کے لیے بھیجا۔ مسلمانوں نے بڑی بہادری کے ساتھ حملہ کیا مگر یہودیوں نے قلعہ کی فصیل سے اتنی زیادہ تیر اندازی اور سنگ باری کی کہ مُسلمان قلعہ کے پھاٹک تک نہ پہنچ سکے۔ دوسرے دن حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبردست حملہ کیا اور مسلمان دن بھر بڑی دلیری کے ساتھ لڑتے رہے مگر دوسرے دن بھی قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کل میں جھنڈا اُس آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ عزوجل فتح دے گا، وہ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اُس سے محبت کرتے ہیں"۔ یہ رات تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بڑی بے چینی میں گزاری کہ دیکھیے کل جھنڈا کس کو دیا جاتا ہے؟
صبح ہوئی تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان بارگاہِ رسالت میں بڑے ذوق و شوق سے یہ تمنا لے کر حاضر ہوئے کہ یہ اعزاز ہمیں مل

جائے۔ لیکن صبح کو اچانک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا: "علی کہاں ہیں؟" عرض کی گئی کہ "اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں"۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُن کو بلایا اور دُکھتی ہوئی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا کر دُعا فرمائی تو فوراً ہی ایسی شفا نصیب ہوئی کہ گویا تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: "پہلے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور بتانا کہ مُسلمان ہونے کے بعد تم پر اللہ عزوجل کے فلاں فلاں حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی بھی تمھاری وجہ سے مُسلمان ہوگیا تو یہ دولت تمھارے لیے سُرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے"۔

حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شجاعت

حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے قلعہ کے پاس پہنچ کر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی لیکن اُن کی قسمت میں یہ سعادت نہ تھی کہ وہ اسلام قبول کرتے اُن بدنصیبوں نے تیر اور پتھر برسانے شروع کردیے۔ خُود "مرحب" بڑے غرور سے یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ ... شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

اہلِ خیبر خُوب جانتے ہیں کہ میں "مرحب" ہوں، اسلحہ پوش ہوں، بہت ہی بہادر اور تجربہ کار ہوں۔

اس کے جواب میں حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَةْ ... كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَةْ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے۔ میں جنگل کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔

مرحب نے بڑے گھمنڈ کے ساتھ آگے بڑھ کر حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر تلوار سے وار کیا مگر آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خُود کو بچا لیا اور مرحب کا وار خالی گیا۔ اب آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آگے بڑھ کر مرحب کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ ایک ہی ضرب سے اُس کا سر دو ٹکڑے ہوگیا۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تلوار اُس کے سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور یوں مرحب زمین پر گر پڑا۔ مرحب کو زمین پر تڑپتے دیکھ کر اُس کے ساتھیوں نے حضرت سیّدنا علی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حملہ کردیا لیکن آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم انتہائی بہادری کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرکے کفّار کے سر تن سے جدا کرتے رہے۔ اسی گھمسان کی جنگ میں حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آگے بڑھ کر قلعۂ قموص کا دروازہ اکھاڑ کر ڈھال بنالیا یہ دروازہ اتنا وزنی اور بھاری تھا کہ اُسے بعد میں چالیس افراد نے مل کر اٹھانا چاہا مگر نہ اٹھا سکے۔ [26] آخر کار حضرت سیّدنا علی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کمالِ شجاعت اور بہادری سے لڑتے ہوئے خیبر کو فتح کرلیا۔ جب یہودیوں نے دیکھا کہ وہ شکست کھاچکے ہیں تو اُنھوں نے ہتھیار ڈال دیے، اس طرح خیبر کی سرزمین پر پرچمِ اسلام بلند ہوگیا۔ اس غزوے میں 93 یہودی ہلاک ہوئے اور 20 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ [27] یہ وہ فتحِ عظیم ہے جس نے پورے "جزیرۂ عرب" میں یہودیوں کی جنگی طاقت کو ختم کرکے رکھ

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے القابات "الکبریٰ، طاہرہ، سیدۃ قُریش، صدیقہ" ہیں۔ [143]

مدنی پھول

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جنّتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت سیّدتنا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدتنا مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیّدتنا آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔" (مسند احمد) [144]

مشق

سوال نمبر ۱: مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

الف۔ سبق کی مدد سے حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کی چند خصوصیات بیان کیجیے۔
ب۔ سفرِ تجارت سے واپسی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے مکّے میں داخل ہوتے وقت حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا دیکھا؟
ج۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دینِ اسلام کی کس طرح خدمت کی؟
د۔ اعلانِ نبوّت کے دسویں سال کو عام الحزن کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۲: خالی جگہیں پُر کیجیے۔

الف۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا __________ کی ایک عقل مند خاتون تھیں۔
ب۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے نکاح کے وقت عمر مُبارک __________ برس تھی۔
ج۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے __________ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
د۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی __________ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو سخت صدمہ پہنچا۔
ہ۔ حضرت سیّدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مُبارک مکّۂ مکرّمہ کے قبرستان __________ میں ہے۔

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہُ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف و اجمالی سیرت پیش کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی کارناموں سے متعلق آگاہ کرنا۔

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے جلیلُ القدر صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم سپہ سالار کے طور پر بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کُنیت ابو سلیمان اور لقب "سَیْفُ اللہ" یعنی اللہ عزّوجلّ کی تلوار ہے۔ [145]

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے محنتی، جفاکش اور بہادر انسان تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچپن ہی سے فوجی قوانین اور جنگی طریقے سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اسلام کی دعوت کا آغاز فرمایا تو اس وقت خالد بن ولید اُن لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے اسلام کی شدید مخالفت کی۔ صلح حدیبیہ تک کفارِ مکّہ نے اہلِ اسلام کے خلاف جتنی بھی جنگیں لڑیں اُن سب جنگوں میں شریک تھے۔ [146]

قبولِ اسلام

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم صلح حدیبیہ کے اگلے سال عمرہ کرنے تشریف لائے تو اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ "وہ کہاں ہیں؟" پھر فرمایا: "خالد جیسا آدمی اب تک اسلام سے ناواقف ہے۔ "اگر وہ اپنی ساری قوّت کافروں کے بجائے مُسلمانوں کے ساتھ صَرف کرتا تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر تھا اور ہم اسے دوسروں سے آگے رکھتے۔ آپ کے بھائی حضرت سیّدنا ولید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ تک یہ بات پہنچائی تو آپ کو سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے آپ کے بارے میں پوچھا ہے۔ چنانچہ آپ کے دل میں اسلام کی رغبت بڑھنے لگی۔ آخر کار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہِ صفر سن 8 ہجری میں مدینہ طیبہ تشریف لاکر دولتِ اسلام سے مالامال ہوگئے۔ [147]

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ مبارک کی یادگار تصویر

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تن، من، دھن کے ساتھ اسلام کی سربلندی کے لیے مصروف ہوگئے، کوئی ایسا موقع نہ تھا کہ جس میں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانیاں پیش نہ کی ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ جنگِ موتہ میں شرکت فرمائی۔ اس جنگ میں مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف تین ہزار (3000) جب کہ رومی فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ (1,00,000) تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے لشکر اسلام روانہ کرتے وقت اولاً حضرت سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا، اُن کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور انھیں بھی شہید کر دیا جائے تو حضرت سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار نامزد فرمایا۔ اتنی بڑی فوج کے سامنے مسلمانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی لیکن مسلمان مجاہدین بڑی ہمت اور بہادری سے کُفّار کا مقابلہ کرتے رہے۔

بے مثال بہادری

ایک طرف موتہ کے میدان میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ جاری تھی اور دوسری طرف سینکڑوں میل دور مسجدِ نبوی شریف میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہو کر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے سامنے میدانِ جنگ کا منظر بیان فرما رہے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوگئے، اس وقت جھنڈا جعفر طیار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ہے، وہ بھی شہید ہوگئے، پھر عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) علم بردار بنے اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ یہاں تک کہ جھنڈے کو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیتے ہی اپنی بہترین حکمتِ عملی سے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بہادری سے لڑے اور کئی کافروں کو واصلِ جہنم کیا۔ اس جنگ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک سے 9 تلواریں ٹوٹیں۔ آخر کار مٹھی بھر مسلمان کُفّار کے لشکرِ جرار پر غالب آگئے اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی۔ اس موقع پر حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ سے "سَیفُ اللہ" کا لقب ملا۔ [15]

عزیز طلبہ! اس واقعہ سے جہاں حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمت اور بہادری اور بہترین جنگی قیادت کا پتا چلتا ہے، وہیں ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سینکڑوں میل دور مسجدِ نبوی شریف میں تشریف فرما ہو کر میدانِ جنگ کا منظر دیکھ بھی رہے تھے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے سامنے بیان بھی فرما رہے تھے۔

عشقِ رسول

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبردست عاشقِ رسول تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور اس چیز کو باعثِ برکت سمجھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ٹوپی تھی جسے ہر جنگ میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جتنی بھی جنگوں میں حصّہ لیا کسی جنگ میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکست نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ جنگِ یرموک کے دوران آپ کی ٹوپی گر گئی، آپ دشمن سے لڑائی چھوڑ کر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ٹوپی کی تلاش میں لگ گئے۔ جنگ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید لڑائی چھوڑ کر ٹوپی کیوں تلاش کر رہے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی معمولی ٹوپی نہیں ہے میں نے اس ٹوپی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک بال رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ اے خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تک یہ بال تمھارے پاس رہیں گے ان کے وسیلے سے تمھاری مدد کی جاتی رہے گی۔ ان بالِ مبارک کی برکت اور وسیلہ سے اللہ عزوجل ہمیشہ مجھے فتح عطا فرماتا ہے۔ [16]

وصالِ مُبارک

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری زندگی راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرتے ہوئے گزری، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا تھی کہ مجھے جہاد کرتے ہوئے شہادت نصیب ہو لیکن جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اللہ عزوجل کی تلوار کا لقب عطا فرمایا ہو بھلا اُسے دشمن کی تلوار کیسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ سن 21 ہجری میں شام کے شہر حمص میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور حمص ہی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پُر انوار رحمتوں اور برکتوں کا مرکز ہے۔ [17]

کیا آپ جانتے ہیں؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی لبابہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُمّ المؤمنین حضرت سیّدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔ [18]

رہنمائے اساتذہ

۱. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲. طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے واقعات بتا کر دین کی خاطر جانی و مالی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہنے کا ذہن دیجیے۔

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تدریسی مقاصد:
- طلبہ / طالبات کے سامنے حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف و اجمالی سیرت بیان کرنا۔
- طلبہ / طالبات کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی کارناموں سے آگاہی فراہم کرنا۔

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 50 ہجری میں پیدا ہوئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلۂ بربر سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار دُنیا کے اُن عظیم سپہ سالاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے مختصر سی فوج کے ساتھ کُفار کے بہت بڑے لشکروں کو شکست دی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحِ اسپین کے طور پر بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے گورنر موسیٰ بن نصیر کے نائب تھے۔ (13)

اُندلس (اسپین) کو روانگی

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے بے حد ذہین تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت بہترین سپہ سالار موسیٰ بن نصیر کی زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کم عمری ہی میں فوجی قوانین اور جنگی طریقے سیکھ لیے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی تدبیروں میں مہارت کے چرچے قریہ قریہ، شہر شہر ہونے لگے تھے۔ اس زمانے میں یورپ کے ملک اسپین میں عیسائی بادشاہ کی حکومت تھی جس نے ظلم وستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ اسلامی سلطنت کو بھی کفّار کی جانب سے شدید خطرہ لاحق تھا اس لیے موسیٰ بن نصیر نے کفّار کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور ان کی فوجی طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے طارق بن زیاد کو سات ہزار (7000) جاں نثاروں کے ساتھ اسپین کی طرف روانہ کیا۔ یہ اسلامی لشکر 5 رجب 92 ہجری کو اندلس (اسپین) میں ایک پہاڑی کے قریب اترا جو بعد میں جبلِ طارق کے نام سے مشہور ہوئی۔ ابتداء میں حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آس پاس کے شہروں

اور قصبوں کو فتح کرلیا، انھیں یہاں سے مالِ غنیمت کے طور پر بہت سارا جنگی سامان حاصل ہوا، ان علاقوں کے گورنر تدمیر نے اپنے بادشاہ راڈرک کو اس کی اطلاع دی۔ اطلاع پہنچتے ہی راڈرک ایک لاکھ (100000) فوج کا لشکرِ جرار لیکر مُسلمانوں سے مقابلے کے لیے آگیا۔ اسی دوران موسیٰ بن نصیر نے مزید پانچ ہزار (5000) فوج روانہ کردی اور یوں مُسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار (12000) ہوگئی۔

جنگی حکمتِ عملی اور فتح

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے اُن تمام کشتیوں کو جلانے کا حُکم دے دیا جن کے ذریعے وہ یہاں پہنچے تھے پھر اپنی فوج کے سامنے ایک تاریخی خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "مُسلمانو! یاد رکھو کہ اب تُمھارے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے، دشمن تُمھارے آگے ہے اور سمندر تُمھارے پیچھے۔ تُمھارے لیے صرف دو ہی راستے ہیں۔ موت یا فتح۔ تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ تاکہ کامیابی تُمھارے قدم چوم لے۔" انھوں نے اپنی فوج کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: "تم اس علاقے میں اللہ عزّوجلّ کے دین کی سربلندی کے لیے آئے ہو۔ تم جو عزم کروگے اللہ عزّوجلّ اس میں تُمھاری مدد کرے گا اور تُمھارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔" (14)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبے نے مُسلمانوں کے دلوں میں شوقِ شہادت بڑھا دیا اور اُن میں جوش اور ولولے کی ایک نئی رُوح پھونک دی۔ دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا، آٹھ دن تک شدید جنگ جاری رہی۔ آخرکار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین حکمتِ عملی اور جنگی منصوبہ بندی کی وجہ سے مٹھی بھر مُسلمان کُفّار کے لشکرِ جرار پر غالب آگئے۔ اللہ عزّوجلّ نے مُسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ اسپین کی تاریخی فتح کے بعد مُسلمان آٹھ سو (800) سال تک اندلس (اسپین) پر حکمرانی کرتے رہے۔ اسپین کی فتح نے یورپ کی معاشرتی زندگی پر زبردست اثر ڈالا۔ عیسائیوں نے مُسلمانوں سے رواداری اور فراخ دلی سیکھ لی۔ مُسلمانوں کے حُسنِ انتظام سے علاقے کے لوگوں کی حالت بہتر ہوگئی۔ وہ مُسلمانوں کے زیرِ سایہ پُرامن اور خوش حال زندگی بسر کرنے لگے۔

وصال

حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 95 ہجری میں دمشق واپس آگئے اور وہیں سن 102 ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔ (15)

رہنمائے اساتذہ

۱۔ طلبہ / طالبات کو اس سبق کے ذریعے حضرت سیّدنا طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے آگاہی فراہم کیجیے۔
۲۔ طلبہ / طالبات کو سبق کے ذریعے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے واقعات بتا کر دین کی خاطر جانی و مالی قُربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہنے کا ذہن دیجیے۔